نبی اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے سیاسی وثیقہ جات پر کتب ایک تحقیقی جائزہ

THE BOOKS ABOUT THE POLITICAL WRITE-UPS OF HOLY PROPHET(PBUH)& RIGHTEOUS CALIPHS(R.A) - A RESEACRH STUDY

Dr. Hafiz Muhammad Sani
Bakht Shaid

ABSTRACT

The importance of the letters and political contracts of the age of the Prophet and the righteous caliphs is evident for everyone in the academic world. When the Prophet laid down the foundations of the Islamic government in Medina, he established diplomatic relations with foreign countries, and wrote letters to different rulers to spread the Islamic call. Researchers have gathered these letters in their books, and have written many books on this issue. Dr. Hamidullah Khan has collected such letters in his book Majma' al-Wathai'q al-Siyasiyah fi al-Ahd al-Nabawi wa al-Khilafat al-Rashida. This article presents a brief overview of the books that were written during the period of the companions of the Prophets, along with a detailed introduction and a critical review of Dr. Hamidullah's book.

Key Words: *Epistle, Prophethood, Political Contracts, Righteous Caliphs.*

خلاصہ

علمی دنیا میں پیغمبرِ اسلام ﷺ اور خلفائے راشدینؓ کے زمانہ کے مکتوبات اور سیاسی وثیقہ جات کی اہمیت سب پر عیاں ہے۔ آپ ﷺ نے مدینہ طیبہ میں جب اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی تو مختلف ممالک تک اسلامی دعوت کا پیغام پہنچانے کے لئے آپ ﷺ نے دنیا کے مختلف فرمانرواوں کو خط لکھے۔ محققین نے رسول اکرم ﷺ کے ان فرامین کو اپنی کتابوں میں محفوظ کیا اور اس موضوع پر بھی بہت سی کتابیں لکھیں۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم نے بھی " مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ فی العھد النبوی والخلافۃ الراشدۃؓ" کے نام سے مکاتیب کا ایک بیش بہا مجموعہ مرتب کیا ہے۔ اس آرٹیکل میں رسول اکرم ﷺ کے مکاتیب پر عہدِ صحابہ سے جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان کا اجمالی تعارف پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر حمید اللہ کی کتاب کا تفصیلی تعارف اور تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔

کلیدی کلمات: مکاتیب نبوی، سیاسی وثیقہ جات، خلفائے راشدینؓ۔

رسول اکرم ﷺ کے مکاتیب اور سیاسی وثیقہ جات کی دینی وسیاسی اہمیت

رسول اکرم ﷺ نے نہ صرف مسلمانوں کے تحفظ کے لئے، بلکہ عالم گیر اور ہمہ گیر امن کی خاطر ایسے معاہدات کیے جن میں ہر شخص کو رائے اور ضمیر کی مکمل آزادی کے ساتھ ساتھ فیصلہ کرنے کا موقعہ دیا گیا۔ اس طرح سیرتِ مقدسہ کا یہ پہلو جو بین الاقوامی حیثیت رکھتا ہے، نمایاں ہو کر ہمارے سامنے ہے۔ "مکتوباتِ نبوی ﷺ " میں تمام ایسے سیاسی اور معاشرتی معاہدے شامل ہیں جن کے ذریعے مدینہ منورہ ایک ایسے متحد مرکز میں تبدیل ہو گیا، جو چند سال کی مختصر ترین مدت میں نہ صرف دینی وروحانی بلکہ سیاسی اور معاشرتی حیثیت سے بھی دنیا کا سب سے بڑا صدر مقام بن گیا۔ رسول اکرم ﷺ کے مکاتیب اور سیاسی وثیقہ جات میں "میثاق مدینہ " کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر حمید اللہ اپنی کتاب

"رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی" میں رقمطراز ہیں کہ: "مکتوباتِ نبوی ﷺ کو جمع کرنے کا شوق عہدِ صحابہ ہی سے نظر آتا ہے، کسی دور کی سیاست کو سمجھنے کے لئے مورخوں کے عام تذکروں سے زیادہ اس دور کی سرکاری دستاویزوں پر اعتماد کرنا صحیح ہوتا ہے، اگرچہ عہدِ نبوی ﷺ کی بہت سی دستاویزیں زمانے کی دست بُرد سے اب ناپید ہو گئی ہیں، تاہم پھر بھی کسی اور قدیم نبی یا حکمراں کے برخلاف رسولِ عربی ﷺ کے سلسلے میں اس حوالے سے جتنا مواد محفوظ ہے، وہ بے نظیر ہے۔"[1]

ڈاکٹر محمد حمیداللہ نے اپنی کتاب "The First Written Constitution in the World" میں تحقیق اور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ "میثاقِ مدینہ" جس کے لئے مکاتیبِ نبوی ﷺ اور عہدِ نبوی ﷺ کے "سیاسی وثائق" میں کتاب اور "صحیفہ" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، یہ دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور ہے۔[2] ڈاکٹر محمد حمیداللہ لکھتے ہیں: یہ معاہدہ اس عہد کی قانونی عبارت اور دستاویز نویسی کا ایک مکمل نمونہ ہے، اس کی اہمیت مسلم مورخوں سے کہیں زیادہ مغربی مفکرین نے محسوس کی۔ ولہاوزن، ولیم میور، گریملے، اسپرنگر، وینسنگ، کاتانی، بول وغیرہ کے علاوہ ایک جرمن محقق رانکے (Ranke) نے مختصر تاریخ عالم لکھتے ہوئے بھی عہدِ نبوی ﷺ کی اس دستاویز کا ذکر کرنا ضروری خیال کیا ہے۔"[3] اس تحریری معاہدے کی بدولت بقول ولیم میور "آپ ﷺ نے ایک عظیم مدبّر حکومت اور سیاست دان کی طرح مختلف الخیال، مختلف العقیدہ اور باہم منتشر لوگوں کو متحد کرنے کا کام بڑی مہارت سے انجام دیا۔ آپ ﷺ ایک ایسی ریاست اور ایسے معاشرے کا آغاز کرنے میں کامیاب ہوگئے جو بین الاقوامیت کے اصول پر مبنی تھا۔"[4]

آپ ﷺ کے یہ مکاتیب، سیاسی وثیقہ جات اور معاہدات امن وسلامتی اور مذہبی رواداری کا واضح اعلان ہیں۔ یہ غیر مسلم شہریوں کے حقوق کا بنیادی ماخذ اور سیاسی اصول کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بعد میں خلفائے اسلام نے غیر مسلم شہریوں کے لیے جو قانون بنائے، ان کی اصل بنیاد یہی معاہدات ہیں۔ عہدِ رسالت ﷺ کا یہ ریکارڈ آنحضرت ﷺ کی سیرت، حضور اکرم ﷺ کے اخلاق و عادات، اسلامی عقائد، عبادات و تعزیرات کے بے شمار مسائل، اسلامی تہذیب و تمدن کی خصوصیات، حکومتِ اسلامی کے سیاسی نظریات اور اسلامی تاریخ کے اہم ابواب کے لئے یہ خطوط بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتے ہیں۔[5] اس تناظر میں مکاتیب رسول اکرم ﷺ اور آپ کے سیاسی وثیقہ جات کی اہمیت بہت واضح ہے کہ یہ دستاویزات درحقیقت، عالم اسلام کے اندر ملکی و بین الاقوامی سیاسی روابط اور قوانین کی تشکیل کا بنیادی منبع ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ مکاتیب الرسول ﷺ اور عصر نبوی اور خلفائے راشدین کے عصر کے سیاسی وثیقہ جات کے منابع کی حتی الامکان تنقیح کی جائے تاکہ ان منابع سے استفادہ کرتے ہوئے ممالک اسلامیہ کے ارباب سیاست قانون سازی کر سکیں۔ عہد نبوی ﷺ اور خلفائے راشدین کے عصر کے مکاتیب اور سیاسی وثیقہ جات پر عالم اسلام کے معروف محقق، سیرت نگار اور مذہبی اسکالر ڈاکٹر محمد حمیداللہ کی تصنیف "الوثائق السیاسیۃ" ایک قابل ذکر اثر اور خاص اہمیت کی حامل کتاب ہے۔ اس بین الاقوامی شہرت یافتہ کتاب میں عہدِ نبوی ﷺ اور دورِ خلافتِ راشدہ کی تین سو سے زیادہ تحریری دستاویزات اور مکتوبات کو انتہائی محنت اور تحقیق و جستجو کے بعد جمع کیا گیا ہے۔ زیر نظر مقالہ میں اس کتاب کا ایک عملی، تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کے مکاتیب اور سیاسی وثیقہ جات کی تدوین کا مختصر جائزہ

اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار میں رسول اکرم ﷺ کے مکاتیب اور سیاسی وثیقہ جات کی تدوین کے شواہد ملتے ہیں۔ عرب قبائل رسول اکرم ﷺ کے دعوتی خطوط ورسائل اور آپ ﷺ کے مکتوباتِ گرامی کو قدر و منزلت، عزت وعظمت اور احترام کی نگاہ سے دیکھتے اور آپ ﷺ کے مکتوبات کی ناقدر شناسی کو باعث وبال تصور کرتے تھے۔ اس امر کے بھی شواہد ملتے ہیں کہ قبیلہ کے افراد باقاعدہ جمع ہو کر ان کو پڑھتے اور سنتے اور اس امر کا بطور خاص اہتمام کرتے تھے۔ قاضی اطہر مبارکپوری اس حوالے سے لکھتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ نے سمعان بن عمرو بن قریط عرنی کے پاس دعوتی مکتوب روانہ فرمایا، جو چمڑے کے ایک ٹکڑے پر تحریر تھا۔ سمعان بن عمرو نے نامۂ مبارک سے اپنے ڈول کی پیوند کاری کر دی۔ اس پر ان کی بیٹی نے ان سے

کہا: ما أراك إلا سيُصيبك قارعة اتاك كتاب سيّد العرب ﷺ فرقعت به دلوك[6] یعنی: "میں دیکھ رہی ہوں کہ تم پر بہت جلد کوئی مصیبت آنے والی ہے، سیّد العرب ﷺ کا خط آپ کے نام آیا اور آپ نے اس سے ڈول کی پیوند کاری کر دی۔" ابو عمارہ عبد خیر ہمدانی کا بیان ہے کہ: "میں بچپن میں اپنے وطن یمن میں تھا، اسی زمانے میں ہمارے قبیلے کے پاس رسول اللہ ﷺ کا دعوتی مکتوب آیا۔ اس کے پڑھنے اور سننے کے لئے باقاعدہ اہتمام کیا گیا۔ منادیٰ ہوئی، لوگ ایک میدان میں جمع ہوئے، میرے والد بھی گئے اور دوپہر تک وہاں سے واپس لوٹے۔ انہوں نے میری والدہ سے کہا: اے امّ فلاں! ہم مسلمان ہو گئے ہیں، تم بھی اسلام قبول کر لو۔ ہم نے دین (کفر و شرک پر مبنی اپنا سابقہ مذہب) بدل دیا ہے، تم بھی دین بدل ڈالو۔"[7]

"مغازی" کے مشہور عالم مجالد بن سعید بن عمیر ہمدانی کوفی متوفی 144ھ کے دادا عمیر ذو مران ہمدانی کے نام رسول اللہ ﷺ نے دعوت نامہ روانہ فرمایا تھا، جو قبیلہ بنو ہمدان میں محفوظ تھا اور مجالد بن سعید نے اس کی زیارت کی تھی، ان کا بیان ہے: كتاب رسول الله ﷺ الى جدّي عندنا[8] یعنی: "رسول اللہ ﷺ نے میرے دادا کے نام جو خط لکھا تھا وہ ہمارے پاس موجود ہے۔" قاضی اطہر مبارکپوری نے رسول اکرم ﷺ کے بعض مکتوباتِ گرامی اور سیاسی وثیقہ جات کے حوالے سے اس قسم کی متعدد روایتیں اور نظائر پیش کیے ہیں۔[9] اس سلسلے میں ایک روایت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ ہلال بن حارث مزنی کو رسول اللہ ﷺ نے ایک قطعۂ زمین کی جاگیر عنایت فرما کر تحریر لکھوا دی۔ بعد میں ان کی اولاد نے وہ زمین حضرت عمر بن عبد العزیز کے ہاتھ فروخت کر دی۔ اس سلسلے میں راوی کا بیان ہے: وجاؤا بكتاب القطعة التي قطعها رسول الله لأبيهم في جريدة قال: فجعل عمر يسحها على عينيه[10] یعنی: "ہلال بن حارث کی اولاد رسول اللہ ﷺ کا مکتوب لائی، جو ان کے والد کے نام ایک شاخ پر تحریر تھا، حضرت عمر بن عبد العزیز بار بار اسے اپنی آنکھوں سے لگاتے تھے۔"

نجران کے عیسائی وفد کو رسول اللہ ﷺ نے جو "صلح نامہ" عنایت فرمایا تھا، وہ مدتوں ان کے پاس محفوظ رہا، اس سلسلے میں بلاذری نے لکھا ہے: يحيٰ بن آدم قال: أخذتُ نُسخة كتاب رسول الله ﷺ لأهل نجران من كتاب رجل عن الحسن بن صالح و هي بسم الله الرّحمٰن الرّحيم هذا ما كتب النّبيّ رسول الله محمد للنّجران[11] ابن سعد نے ستّر سے زائد وفود کا تذکرہ کیا ہے، جو اپنے قبائل کے نمائندے اور ترجمان کی حیثیت سے خدمتِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے۔ ان کے ارکان کی تعداد بعض دفعہ چار سو یا اس سے زائد ہوتی تھی۔ قبائل اپنے وفود کی روانگی کے لیے بڑا اہتمام کرتے تھے، شیوخ و سردار، اعیان و اشراف، شعراء و خطباء اور صاحبِ حیثیت افراد کا انتخاب ہوتا تھا، ان سب کے نام لکھے جاتے تھے، ارکان وفد اپنے قبائلی اور روایتی لباس و ہیئت میں سج دھج کے ساتھ مدینہ منورہ حاضر ہوتے تھے، واپسی پر ارکانِ وفد کو گراں قدر عطیات سے نوازا جاتا تھا اور بنیادی امور کے لیے تحریریں دی جاتی تھیں۔ یہ تحریریں رسول اکرم ﷺ کے مکاتیب، وثیقہ جات کی حیثیت رکھتی تھیں، جنہیں یہ قبائل بڑے اہتمام سے محفوظ رکھتے تھے۔[12]

مکاتیبِ نبوی ﷺ کی خصوصیات و امتیازات

رحمۃ للعالمین ﷺ کے خطوط اور مکتوبات میں طوالتِ بیان، عبارت آرائی، تکلّف و تصنّع اور لفظ و بیان کی نمائش کے بجائے سادگی، حقیقت پسندی، بے تکلفی اور اختصار کا طرز نمایاں ہے۔ ان میں پیغمبرانہ امانت و صداقت کے انتہائی عزم و یقین کے ساتھ حق کی دعوت ہے۔ اصول دین کی تبلیغ ہے۔ سیاسی اور معاشرتی معاہدوں میں جن سے عہد نبوی ﷺ کی سیاسی تاریخ واضح ہوتی ہے۔ مقبوضہ املاک کی بحالی کا وعدہ ہے۔ اسلام کے احکام و مصالح اور تشریعی مسائل وغیرہ امور کا ذکر ہے۔ آپ ﷺ کے وثیقہ جات اور مکتوبات کے ایک ایک لفظ سے مخاطب کے لیے دردمندی اور خیر اندیشی کے دلی جذبات مترشح ہوتے ہیں۔ ان کا اندازِ بیان "از دل خیزد، بر دل ریزد" کی اپنی مثال آپ ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ زمانے کے انقلابات اور لیل و نہار کی ہزاروں گردشوں کے باوجود ان میں آج بھی وہی نورِ ہدایت اپنی پوری تابناکی اور رعنائی کے ساتھ جلوہ آرا ہے، جس نے چودہ سو سال پہلے دنیا میں ایک عظیم انقلاب برپا کیا۔[13] عہدِ نبوی ﷺ کے وثیقہ جات اور مکتوباتِ نبوی ﷺ میں جن لوگوں سے خطاب کیا گیا ہے وہ چار مشہور مختلف

مذاہب سے تعلق رکھنے والے تھے۔ مشرکینِ عرب، عیسائی، یہودی اور زرتشتی (مجوسی)، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مکتوبِ گرامی اہلِ سندھ کی جانب بھی ارسال فرمایا تھا، جو نتیجہ خیز ثابت ہوا اور سندھ کے کچھ لوگ مشرف بہ اسلام ہو کر بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے۔ ہرقل (Herclius) اور مقوقس (Muqawqis) کے نام جو خطوط لکھے گئے، ان میں آپ ﷺ کے اسم گرامی کے ساتھ عبداللہ (خدا کا بندہ) خصوصیت کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ اس میں مکتوب الیہم کے عقیدے کی نہایت لطیف پیرائے میں تردید کی گئی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کا رسول، اللہ کی مخلوق ہے، نہ کہ "اس کا بیٹا" جیسا کہ عیسائیوں میں حضرت مسیح علیہ السلام اور یہودیوں میں حضرت عزیر علیہ السلام کے متعلق عقیدہ پایا جاتا ہے۔[14]

شہنشاہِ فارس خسرو پرویز وغیرہ کے نام خط میں اللہ کی توحید پر خاص زور دیا گیا ہے، کیوں کہ فارس کے زرتشتیوں کے یہاں یزداں واہرمن، یعنی خیر و شر کے دو خداوں کا عقیدہ موجود تھا۔ اس لیے انہیں یہ بتانے کی ضرورت تھی کہ اللہ ایک ہے اور صرف وہی عبادت کے لائق ہے۔ پھر صاف لفظوں میں اسلام کے عالم گیر مذہب ہونے اور اقوام عالم کی جانب اپنے مبعوث ہونے کا اعلان کیا گیا ہے، تاکہ زرتشتیوں کو جو نبوت کے مفہوم سے ناآشنا تھے، یہ خیال نہ ہو کہ آپ ﷺ صرف عربوں کی اصلاح کے لیے مامور ہوئے ہیں، اس کی تردید کرکے بتایا گیا ہے کہ آپ ﷺ تمام اقوام کے لیے اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔ بت پرست مشرکینِ عرب کے نام خطوط میں بھی اللہ کی توحید پر خاص زور دیا گیا ہے اور غیر اللہ کی عبادت سے روکا گیا ہے، جو اس زمانے کا عام رواج ہو چکا تھا۔ یہود کے نام نامۂ مبارک میں تورات کے حوالے سے اپنی نبوت پر استدلال کیا گیا ہے۔ تمام مکتوباتِ گرامی میں جو چیز قدرِ مشترک ہے، وہ توحیدِ ربّانی، اسلام کی دعوت اور دینی احکام و مسائل ہیں۔[15] آپ ﷺ کے وثائق اور مکاتیبِ گرامی عموماً حسب ذیل اجزائے ترکیبی پر مشتمل ہیں:

(الف) شروع میں بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔

(ب) بحیثیت مرسل رسول اللہ ﷺ کا اسمِ گرامی مع ضروری صفات اور کوئی ایسا لفظ جن سے من جانب کا مفہوم ادا ہوتا ہو۔

(ج) مکتوب الیہ کا نام مع لقب۔

(د) امن و سلامتی کا مفہوم ادا کرنے والا فقرہ۔

(ہ) نامۂ مبارک کا مضمون مختصر، پرزور اور شستہ الفاظ میں۔

(و) آخر میں مہرِ نبوی ﷺ۔[16]

وثائق اور مکتوباتِ نبوی ﷺ کی جامعیت اور اثر انگیزی

مکتوباتِ نبوی ﷺ میں لطافت ہے۔ انشاپردازی ہے، ایجاز واختصار ہے۔ اُنس و محبت کی فضا ہے۔ ان میں عام انسانی جذبے کو متاثر کرنے کے جملہ عناصر موجود ہیں، جملے عموماً چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔ خطوط کے الفاظ نہایت معنیٰ خیز ہیں۔ یہ اس عظیم اور انقلاب آفریں شخصیت کی تحریریں ہیں، جس نے پوری دنیا کے فکر و تصور کے زاویے بدل دیے، جس نے دورِ جاہلیت کی عرب جیسی پسماندہ قوم کو سارے جہاں کی قیادت بخش دی۔ اس نے ایک دین عطا کیا۔ ایک طرزِ حیات سکھایا، ایک نئی سیاست اور تہذیب دی۔ نیا نظامِ عدالت بخشا، ایک صحت مند حکمت اور سرگرم عمل دانش عنایت کی۔ ایسے ضوابط دیے جو پوری دنیا میں انسانوں کے ایک عظیم گروہ کا چودہ سو برس سے ہر مشکل اور تاریخ کے ہر نئے موڑ پر ساتھ دیتے رہے ہیں۔ ان خطوط میں تبلیغی جذبے کی آبیاری کا سامان بھی ہے اور تزکیۂ باطن اور اصلاحِ نفس کے لیے رہنمائی بھی موجود ہے۔ اس طرح یہ خطوط انفرادی اور اجتماعی دونوں لحاظ سے اپنے اندر بڑی اہمیت اور ہمہ گیر افادیت رکھتے ہیں اور نسلِ انسانی کے ہر فرد بشر کے لیے مشعلِ راہ اور شمعِ ہدایت ہیں۔[17]

عہدِ نبوی ﷺ کے وثیقہ جات اور آپ ﷺ کے مکتوباتِ گرامی کی علمی و ادبی اہمیت

عہدِ نبوی ﷺ کے وثیقہ جات اور آپ ﷺ کے مکتوبات بڑی علمی اور ادبی اہمیت کے حامل ہیں۔ علی بن حسین علی الاحمدی نے اپنی کتاب ''مکاتیب الرسول ﷺ '' میں رسولِ اکرم ﷺ کے مکتوباتِ گرامی کی علمی و ادبی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا: "ان کی علمی و ادبی اہمیت مسلّم ہے، اثرانگیزی نمایاں ہے،ان میں مطلوبہ مقاصد کی ترجمانی، جامعیت و ہمہ گیریت، علمی و ادبی اسلوب، اختصار و معنویت، کلام کی سادگی، پر تکلف جملوں سے گریز، غیر ضروری طوالت اور فلسفیانہ موشگافیوں سے دامن بچاتے ہوئے پیغام کی اثرانگیزی اور مقاصد واہداف کے حصول کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے۔"[18] مولانا سیّد محبوب احمد رضوی عہدِ نبوی ﷺ کے سیاسی وثیقہ جات اور مکاتیبِ نبوی ﷺ کی علمی و ادبی اہمیت کے متعلق لکھتے ہیں:

"حضورِ اکرم ﷺ کے مکاتیب عام طور پر بہت مختصر ہوتے ہیں۔ان میں لفظ و بیان کی نمائش کے بجائے سادگی اور حقیقت پسندی کا طرز نمایاں ہے۔ ان میں فلسفیانہ موشگافیوں اور منطقی نکتہ آفرینیوں کے بجائے پیغامِ نبوی ﷺ کی سادگی، دل نشینی اور خلوص کا نقش دل پر اثر کرتا جاتا ہے۔ آپ ﷺ سادہ اور عام فہم انداز میں اپنی دعوت کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانا چاہتے تھے۔ دوسرے رہنماؤں کی طرح یہ جذبہ کارفرما نہ تھا کہ خطوط کے ذریعے اپنی سیادت و قیادت کے لیے زمین ہموار کی جائے اور اس طرح اپنی پرزور نگارش اور سحر بیانی کا مظاہرہ کرکے مرعوب بنایا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ مکاتیبِ نبوی ﷺ میں حشووزوائد کا کہیں دور دور تک گزر نہیں ہے، یہ مقدس تحریریں روح پرور بھی ہیں اور ایمان افروز بھی۔ یہ جہاں اپنی فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہیں۔وہیں دوسری جانب ان میں وہ گہرائی اور کشش بھی ہے، جو لکھنے والے کی صداقت پر دلالت کرتی ہے۔ یہ وثائق اور مکاتیب صدق و راستی کی ایک دنیا اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔ ان کے چند لفظوں میں جو کشش ہے، وہ ایک پورے دفتر میں نہیں مل سکتی۔ ان خطوط کے مطالعے سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ ساتویں صدی عیسوی کا اندازِ فکر کیا تھا؟ روح کی تشنگی اور دلوں کی بیداری کا کیا عالم تھا؟ کفر کی سیاہی اور شرک کی ظلمت کی کیا کیفیت تھی؟ اسلام جو اس وقت کا ایک بڑا انقلاب تھا، کیا پیغام لے کر آیا؟ اور اس پیغام کے جو اثرات و نتائج مرتب ہوئے، ان کی نوعیت کیا تھی؟ عہدِ نبوی ﷺ کے انقلاب کو سمجھنے میں یہ مکتوباتِ گرامی بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ مکتوب الیہم جن میں عیسائی، یہودی، مجوسی اور مشرک، ہر طرح کے افراد شامل تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں کس طرح مخاطب فرمایا۔ ان سے کس حسنِ سلوک کے ساتھ پیش آئے؟ اور یہ کہ خود ان لوگوں پر کیا اثرات مرتّب ہوئے؟ انہوں نے اسلام کا خیر مقدم کیا، یا اسے رد کردیا؟ یہ سب باتیں مکاتیبِ نبوی ﷺ سے معلوم ہوتی ہیں۔"[19]

عہدِ رسالت ﷺ میں سیاسی وثیقہ جات اور مکاتیبِ نبوی ﷺ تحریر کرنے والے حضرات صحابہ کرام

عہدِ نبوی ﷺ کے سیاسی وثیقہ جات اور رسولِ اکرم ﷺ کے مکتوباتِ گرامی کے حوالے سے یہ بات بھی اہم ہے کہ عہدِ نبوی ﷺ کے انتظامی کار پردازوں میں کاتبینِ نبوی ﷺ کو بڑی اہمیت حاصل تھی کہ وہ وحیِ الٰہی جو قانونِ اسلامی کا اولین و اہم ترین سرچشمہ ہے، کے علاوہ معاہدات و خطوط و فرامین کے لکھنے والے اور نبوی ﷺ انتظامیہ کے سیکریٹری تھے۔ متعدد مورخین اور مصنفین کے یہاں ان کی تعداد مختلف ہے، تحقیق کے مطابق ان کی کم از کم تعداد پینتالیس تھی، امکان یہ ہے کہ ان کی تعداد اس سے کہیں زیادہ رہی ہوگی۔ اس کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کو جب ضرورت ہوتی تو آپ ﷺ موجود لوگوں میں سے کسی سے بھی یہ خدمت لے لیتے، البتہ مخصوص اور اہم خدمات کے لیے مخصوص حضرات ہی متعین تھے، جیسا کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان اموی اور حضرت زبیر بن عوام اسدی وغیرہ کی مثالوں سے معلوم ہوتا ہے۔[20]

محمود شیت خطاب نے اپنی کتاب ''سفراء النبی ﷺ ''میں رسولِ اکرم ﷺ کے مکاتیبِ گرامی اور سیاسی وثیقہ جات تحریر کرنے والے صحابہ کرام کا تفصیلی تذکرہ کرتے ہوئے نام بنام ہر ایک کا مختصر تعارف کرایا ہے۔[21] سیاسی وثائق، خطوط و فرامین اور آپ ﷺ کے مکتوبات لکھنے والوں میں

سر فہرست حضرات میں حضرت علی مرتضیٰ ہاشمی، ابی ابن کعب خزرجی، معاویہ اموی، خالد اموی، مغیرہ ثقفی، علاء بن عقبہ، ارقم مخزومی، ثابت خزرجی، عثمان اموی، شرحبیل کندی، جہیم بن صلت مطلبی، علاء بن حضرمی، عبداللہ بن زید انصاری، عبداللہ بن ابی بکر تیمی، محمد بن مسلمہ اوسی، زبیر بن عوام اسدی، قضاعی بن عمرو، ابان اموی، یزید بن ابی سفیان اموی، ابوسفیان بن حرب اموی، عامر بن فہیرہ تیمی، طلحہ بن عبیداللہ تیمی، عبداللہ بن رواحہ خزرجی، خالد بن ولید مخزومی، حاطب وحویطب (فرزندان عمرو) عامری، حذیفہ بن یمان غطفانی اوسی، حصین بن نمیر، ابو ایوب انصاری، معیقب بن ابی فاطمہ دوسی، عمرو بن عاص سہمی، بریدہ بن حصیب اسلمی، ابو سلمہ مخزومی، عبدربہ، عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول خزرجی کے اسمائے گرامی مذکورہ بالا کاتبین وحی کے علاوہ بتائے جاتے ہیں۔ یہاں بھی اس امکان سے صرفِ نظر نہیں کیا جاسکتا کہ ان کے علاوہ متعدد دوسرے صحابہؓ کرام بھی اس طبقے میں شامل تھے۔[22]

جبکہ مخصوص معاملات کے کاتبوں میں حضرت حصین بن نمیر اور مغیرہ بن شعبہ شامل تھے، جو خفیہ امور سے متعلق دستاویزات تحریر کرتے تھے۔ جبکہ حضرت زبیر بن عوام اور جہیم بن صلت صدقات و محاصل کے کاتب تھے۔ حضرت حذیفہ بن یمان اراضی کی پیداوار کے اور حضرت شرحبیل بن حسنہ بادشاہوں اور حکمرانوں کے نام فرامین رسالت کے کاتب تھے۔ حضرت معاویہ اموی کا بعض مواقع پر خاص طور سے انتظار کیا گیا تھا۔ حضرت معیقب بن ابی فاطمہ دوسی نہ صرف کاتبِ نبویﷺ تھے، بلکہ صاحبِ خاتم نبویﷺ بھی تھے۔ ایک روایت کے مطابق یہی خدمت حضرت حنظلہ بن ربیع اسدی بھی انجام دیتے تھے۔[23] ان کاتبوں کا تعلق سابقین، متوسطین اور متاخرین اسلام تینوں طبقات سے تھا۔ سترہ کے لگ بھگ سابقین اولین میں بقیہ میں سے اکثر متاخرین میں شامل تھے۔ اکثر و بیشتر جوان طبقہ کے تھے، تقریباً اکتیس حضرات کا تعلق وسطی قبائل قریش وانصار سے تھا، جب کہ بقیہ میں سے اکثر ان کے حلیفوں میں شامل تھے۔ ایک دو کے سوا جن کا تعلق مشرقی و مغربی قبائل ثقیف واسلم سے تھا، سب کے سب مکہ کے مہاجر یا مدینہ کے انصار اور باشندے تھے۔ ظاہر ہے کہ ان سب کی تقرری ان کے کاتب ہونے کی صلاحیت کے علاوہ ان کی دیانت وامانت اور اعلیٰ کردار کے سبب ہوئی تھی۔[24] کاتبینِ نبویﷺ کی مجموعی تعداد چھپن (56) تک پہنچتی ہے، ان کاتبین نبویﷺ کو پانچ قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

1) وہ حضرات صحابہ جن سے رسول اکرمﷺ قرآنی آیات اور خطوط لکھواتے تھے، ایسے حضرات چونتیس (34) ہیں۔ جنھیں کاتبین نبیﷺ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔
2) کاتبین جامعین۔ یعنی وہ حضرات صحابہ جو بطورِ خود قرآن کریم کو کتابت و تحریر کے ذریعے ضبط اور جمع فرماتے تھے، ان کی تعداد چھ ہے۔
3) کاتبینِ مصاحف۔ یعنی وہ حضرات جو مصاحفِ عثمانی کی کتابت میں شریک رہے ہیں۔ یہ تین ہیں۔
4) کاتبینِ حدیث۔ یعنی وہ حضرات جو وحی خفی اور احادیث نبویﷺ کی کتابت کا خاص طور پر اہتمام فرماتے تھے۔ یہ سات ہیں۔
5) کاتبینِ محض۔ یعنی وہ حضرات جو طرزِ کتابت اور اسلوبِ تحریر سے بخوبی واقف تھے، ایسے حضرات چھ ہیں۔ اس طرح پانچوں اقسام پر مشتمل حضراتِ کاتبینِ صحابہ کی کل تعداد چھپن (56) ہو جاتی ہے۔[25]

رسولِ اکرمﷺ کے سیاسی وثیقہ جات اور مکتوباتِ گرامی پر لکھی گئی کتب، عہد بعہد کتابیاتی جائزہ

عہدِ نبویﷺ دورِ خلافتِ راشدہ، اموی اور عباسی عہد کے اوائل تک رسول اکرمﷺ کے مکاتیب، سیاسی وثیقہ جات اور عہدِ خلافتِ راشدہ کی سیاسی، دعوتی معاہداتی اور دیگر تحریروں کو شخصی اور ذاتی طور پر محفوظ کیا جاتا رہا۔ متعدد صحابہ کرام نے ان کی حفاظت کا تحریری اہتمام کیا اور یوں یہ سرمایہ عہد بعہد محفوظ ہوتا رہا۔ تاوقتیکہ اس کی باقاعدہ تدوین عمل میں آئی۔ رسول اکرمﷺ اپنے عہد نامے، صلح نامے، قطائع نامے، دعوت نامے اور اس قسم کی دیگر تحریریں اور رسائل ان کاتبوں سے املاء کراتے تھے، پھر ان کو سن کر توثیق و تصدیق فرماتے تھے، اس لیے یہ تحریریں وحی الٰہی کے بعد بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ ان کے مستند اور معتبر ہونے میں کسی شک وشبہے کی گنجائش نہیں۔[26] رسول اللہﷺ کے ان مکاتیبِ گرامی اور وثائق پر

مشتمل تحریروں کی اہمیت کا اندازہ مشہور تابعی امام محمد بن سیرین متوفی 110ھ کے اس قول سے ہوتا ہے جس میں انہوں نے فرمایا: لوکُنتُ متخذًا کتاباً لاتخذتُ رسائل النّبی ﷺ[27] یعنی: "اگر میں احادیثِ نبوی ﷺ کو کتاب میں لکھتا تو رسول اللہ ﷺ کے خطوط، مکاتیب اور رسائل کو ضرور لکھتا۔"

ان مکاتیب کی ابتدا ہی سے اہمیت تسلیم کی گئی اور حتیٰ المقدور تمام امکانی کوششوں کو بروئے کار لاتے ہوئے رسول اکرم ﷺ کے مکاتیب گرامی اور وثائق کو محفوظ کیا جاتا رہا۔ اس سلسلے میں مکاتیبِ نبوی ﷺ کی باقاعدہ تدوین اور انہیں کتابی شکل میں جمع کرنے کا سہرا علامہ ابوالحسن علی بن محمد المدائنی المتوفی 215ھ کے سر ہے، جنہوں نے عہدِ نبوی ﷺ کے وثائق اور مکتوباتِ گرامی کو باقاعدہ تحریری شکل میں مدوّن کیا۔ ابن ندیم نے "مکاتیب" کے موضوع پر ان کی مندرجہ ذیل تصانیف کا ذکر کیا ہے:

(1) کتاب عہود النّبی ﷺ (2) کتاب رسائل النّبی ﷺ (3) کتاب صلح النّبی ﷺ (4) کتاب کتب النّبی ﷺ (5) کتاب من کتب النّبی ﷺ (6) کتاب الخاتم والرسل[28]

علامہ ابوالحسن علی بن المدائنی کی مذکورہ بالا تصانیف کے بعد وادی مہران، باب الاسلام سندھ کے نامور محدث، ابو جعفر محمد بن ابراہیم الدیبلی المتوفی 322ھ کو یہ شرف اور امتیاز حاصل ہے کہ "مکاتیب" کے موضوع پر دستیاب باقاعدہ کتابوں میں موصوف کی کتاب ''مکاتیب النبی ﷺ'' کو اولین کتاب کی حیثیت حاصل ہے۔ محدث ابو جعفر الدیبلی نے اس جزء میں رسول اکرم ﷺ کے پچیس (25) مکتوبات گرامی جمع کیے ہیں۔ تمام کے تمام مکاتیب حضرت عمرو بن حزم سے مروی ہیں۔ یہ مکاتیب مختلف موضوعات سے متعلق ہیں۔ بعض ان میں جاگیر کے وثیقے ہیں۔ بعض امان نامے ہیں اور بعض دیگر احکام ہیں۔ ان میں ایک تفصیلی ہدایت نامہ بھی ہے جو آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرو بن حزم کے لیے اس وقت تحریر کروایا تھا جب انہیں یمن کا حاکم مقرر کرکے بھیجا جا رہا تھا۔[29]

بعد ازاں 779 ھجری میں محمد بن علی بن احمد بن حدیدۃ الانصاری نے "المصباح المُضیٔ فی کتاب النّبی الأمّی و رسله إلی ملوك الأرض من عربی وعجمی" کے عنوان سے کتاب تصنیف کی۔[30] یہ کتاب دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن سے 1397ھ میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کتاب کو انہوں نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، پہلے حصے میں آنحضرت ﷺ کے کاتبین اور سفراء کا تذکرہ ہے اور دوسرا حصہ مکاتیب پر مشتمل ہے، اس میں بیشتر مکاتیب وہ ہیں جو رسول اکرم ﷺ نے مختلف فرماں روایان مملکت کو ارسال فرمائے تھے۔[31]

اس کے بعد محمد بن طولون الصالحہ الدمشقی المتوفی 953ھ کی کتاب ''اعلام السائلین عن کتب سید المُرسلین ﷺ'' کا پتا چلتا ہے۔ صلاح الدین المنجد کے مطابق یہ کتاب 1348ھ میں مطبعۃ القدسی دمشق سے شائع ہو چکی ہے۔[32] حافظ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی المتوفی 902ھ نے متعلقہ موضوع پر عمارہ بن زید کی ایک کتاب کا ذکر کیا ہے جس کا عنوان "مکاتبات النبی ﷺ للأشراف والملوک" ہے۔[33] بارہویں صدی ہجری میں محمد احمد الحمدی الفحصی نے "تحفۃ الظرفاء فی الجمع مافی الکلاعی من الرسائل النبویۃ والصحابۃ والخلفاء" کے نام سے اس موضوع پر کتاب مدون کی۔ علاوہ ازیں، ابوالحجاج حافظ کی "من رسائل النبی ﷺ" قاہرہ سے، علی حسین علی احمدی کی کتاب "مکاتیب الرسول ﷺ" قم ایران سے 1379ھ اور بعد ازاں دارالمہاجر بیروت سے شائع ہوئی۔[34] عبدالرضا علی کی "مجموعۃ رسائل النبی ﷺ" نجف عراق سے 1964ء میں عون الشریف قاسمی کی "دبلوماسیۃ محمد ﷺ" خرطوم سوڈان سے بغیر سن اور تاریخ کے ذکر کے طباعت سے آراستہ ہوئی۔[35] مذکورہ موضوع پر خالد سیّد علی کی کتاب "رسائل النّبی ﷺ الی الملوک والأمراء والقبائل" مکتبۃ التراث کویت سے 1407ھ میں شائع ہوئی۔ جب کہ عرب مصنف علی بن حافظ بن سالم الوداعی کی کتاب "فقہ الدّعوۃ فی رسائل الرّسول ﷺ الی الملوک والأمراء" وزارۃ التعلیم العالی جامعہ طیبہ المملکۃ العربیۃ السعودیۃ" سے شائع ہوئی، جس میں رسول اکرم ﷺ کے مکتوباتِ گرامی اور سیاسی وثیقہ جات کی روشنی میں دعوت و تبلیغ کے اسالیب کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ

مکتوباتِ نبوی ﷺ کو بھی پورے اہتمام سے جگہ دی گئی ہے۔ اسی طرح احمد زکی صفوت نے "جمہرۃ رسائل العرب فی عصور العربیۃ الزّاہرۃ" مطبوعہ المکتبۃ العلمیہ، بیروت میں بھی رسول اکرم ﷺ کے مکاتیب اور سیاسی وثیقہ جات کو مرتّب و مدوّن کیا گیا ہے۔
متعلقہ موضوع پر ابو بہلول غلام الرسول عائلی نقشبندی سندھی کی کتاب "جامع مکاتیب الرّسول ﷺ" کے نام سے دو جلدوں میں کاتب پبلشرز، لاڑکانہ (سندھ) سے 1432ھ/2011ء میں شائع ہوئی۔"جامع مکاتیب الرسول ﷺ" میں جو کہ بارہ 12 ابواب پر مشتمل ہے، امام الانبیاء، سیّد المرسلین، ہادیِ اعظم حضرت محمد ﷺ کے 434مکتوباتِ گرامی کو متعلقہ موضوع پر بنیادی مصادر و مراجع کی روشنی میں بھرپور استفادے کے بعد مرتّب و مدوّن کیا گیا ہے۔ہر مکتوبِ گرامی کا مکمل عربی متن، مآخذ و مراجع کا مکمل حوالہ اور سلیس و عام فہم اردو ترجمہ تحریر کیا گیا ہے۔ بلاشبہ یہ اپنے موضوع پر ایک جامع تحقیقی کام اور گراں قدر علمی کاوش ہے۔"جامع مکاتیب الرسول ﷺ" میں عربی، اردو، انگریزی کی 350 سے زائد کتب کی طویل فہرست مؤلفِ کتاب کی اس سلسلے میں بھرپور سعی و کوشش اور تحقیق کا پتہ دیتی ہے۔[36]
صاحبزادہ عبدالمنعم خان کی ضخیم کتاب "رسالتِ نبویہ ﷺ" عربی اور اردو ترجمے کے ساتھ 1936ء میں دہلی سے شائع ہوئی۔ جبکہ اردو زبان میں اس موضوع پر مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی کی کتاب "مکتوباتِ سید المرسلین ﷺ" ابتدا میں دہلی سے، بعد ازاں مختلف اشاعتی اداروں اور حال ہی میں لاہور کے اشاعتی ادارے مشتاق بک کارنر سے 2004ء میں دو سو تینتالیس (243) صفحات پر شائع ہوئی ہے، مذکورہ کتاب کا دیباچہ مولانا سعید احمد اکبر آبادی نے تحریر کیا ہے۔ یہ کتاب تین حصوں میں منقسم ہے، پہلا حصہ اصول تبلیغ پر مشتمل ہے، دوسرا حصہ فرامین سید المرسلین ﷺ کے عنوان سے معنون ہے، جب کہ تیسرا حصہ نتائج و عبر کے نام سے موسوم ہے۔ اردو ہی میں متعلقہ موضوع پر مولانا سید محبوب رضوی کی کتاب "مکتوباتِ نبوی ﷺ" پاک و ہند کے مختلف اشاعتی اداروں سے بارہا شائع ہوچکی ہے، کتاب مذکور کا تازہ ترین ایڈیشن گوہر پبلی کیشنز لاہور سے شائع ہوا ہے۔ اس کتاب میں رسولِ اکرم ﷺ کے تبلیغی خطوط، بین الاقوامی سیاسی معاہدات، تشریعی قوانین اور آبادکاری کے احکام وغیرہ سے متعلق مکتوباتِ نبوی ﷺ کو جمع کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ اردو ہی میں حیدر آباد دکن سے محمد عبدالجلیل کی کتاب فرمانِ نبوت ﷺ کے عنوان سے عرصہ ہوا شائع ہوچکی ہے۔

مکتوباتِ نبوی ﷺ پر عزیز ملک کی کتاب "مکاتیبِ رسول اللہ ﷺ" مطبوعاتِ حرمت راول پنڈی سے 1981ء میں اور مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری کی کتاب ''مکتوباتِ سلف'' دارالاشاعت کراچی سے 2001ء میں شائع ہوئی۔ جب کہ سید محمد نقوی (صدر الافاضل) کی کتاب "عہدِ نبوی ﷺ کے بعض مکتوبات" اظہار سنز لاہور سے 2011ء میں شائع ہوئی۔ تین سو صفحات پر مشتمل یہ کتاب معلّم انسانیت، سرورِ کونین حضرت محمد ﷺ کے بعض دعوتی و سیاسی مکتوبات پر مشتمل ہے۔کتاب کے مؤلف سید محمد نقوی نے جہاں مکتوباتِ نبوی ﷺ کو مرتّب و مدوّن کرنے کا اہتمام کیا، وہیں عہدِ نبوی ﷺ میں کتابتِ حدیث اور بعض صحابہؓ کرام کے مجموعہ ہائے حدیث پر بھی بحث کی ہے۔[37] مذکورہ کتاب میں مجموعی طور پر رسولِ اکرم ﷺ کے ستائیس (27) مکتوباتِ گرامی کو جمع کیا گیا ہے۔ مکتوباتِ نبوی ﷺ کی تخریج و تحقیق اور اس سلسلے میں متعلقہ مصادر و مراجع، حوالہ جات کا بھرپور اہتمام نظر آتا ہے، جب کہ کتاب کے آخر میں بعض مکتوبات نبوی ﷺ کا عکس پورے اہتمام سے شائع کیا گیا ہے۔

لیکن علی بن حسین بن علی الاحمدی نے اپنی کتاب مکاتیب الرسول میں 316 مکتوبات گرامی کا تذکرہ کیا ہے۔ چنانچہ موصوف نے رسول اکرم ﷺ کے بعض مکتوباتِ گرامی کی موضوعاتی ترتیب پر ایک فہرست درج کی ہے جس میں مکتوبِ گرامی کا موضوع، مکتوب الیہم کے اسمائے گرامی، اور ان کے مصادر و مراجع کا مختصر تذکرہ کیا ہے، چنانچہ انہوں نے دعوت اسلام کے لئے لکھے گئے مکتوبات گرامی 33، یہود مدینہ کے لئے ''مختلف معاہدات و

امان ناموں پر مبنی مکاتیب 44، اراضی کے حوالے سے لکھے گئے مکاتیب نبوی ﷺ 19 جبکہ دیگر مختلف موضوعات پر 41 مکتوبات گرامی کا تذکرہ کیا ہے۔[38]

مجموعۃ الوثائق السّیاسیۃ فی العہد النّبوی ﷺ والخلافۃ الرّاشدۃ

یہ ماضی قریب کے مشہور محقق اور سیرت نگار ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی گراں قدر، معروف اور متداول علمی و تحقیقی کاوش ہے، جو پہلے پہل لجنۃ التالیف والترجمۃ والنشر قاہرہ مصر سے 1941ء میں شائع ہوئی۔ علمی حلقوں میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی اس کتاب کو بے پناہ پذیرائی حاصل ہوئی اور بلاشبہ متعلقہ موضوع پر اسے ایک اہم اور بنیادی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ کتاب ڈاکٹر صاحب کی تصانیف میں سب سے اہم اور علمی و تحقیقی شاہکار ہے، عالمِ عرب میں انتہائی مقبول ہے۔ اس کے متعدد ایڈیشن مصر اور بیروت سے شائع ہو چکے ہیں۔ "الوثائق السیاسیۃ" دنیا بھر کے علمی حلقوں میں حوالہ (Reference) کی کتاب مانی جاتی ہے، اگرچہ اس موضوع پر ہندوستان اور عالمِ عرب میں متعدد اہلِ علم نے قلم اٹھایا ہے، مگر ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی یہ کتاب اپنی جامعیت، حسنِ ترتیب اور تحقیقی معیار کے حوالے سے سب پر فائق اور ایک عظیم علمی دستاویز اور قیمتی اثاثہ ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ "مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ فی العہد النبوی ﷺ والخلافۃ الراشدہ" کی تالیف و تدوین کے متعلق لکھتے ہیں: "اپنے مطالعاتِ سیرت ﷺ کے سلسلے میں اس کی بھی کچھ خدمت کی سعادت حاصل ہوئی۔ 1360ھ میں "مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ فی العہد النبوی ﷺ والخلافۃ الراشدہ" کے نام سے یہ کتاب مصر میں شائع ہوئی۔ اس میں عہد نبوی ﷺ کے کوئی پونے تین سو مکتوباتِ گرامی یکجا ہوئے۔ پھر خلافتِ راشدہ کا کچھ ذخیرہ ہے، اس کتاب کی اشاعت کے بعد کوئی ڈیڑھ دو درجن مزید مکتوباتِ نبوی ﷺ کا پتہ چلا ہے۔"[39] جبکہ اس عبارت سے متعلق حاشیے میں ڈاکٹر صاحب "الوثائق السیاسیۃ" کے طبع دوم، طبع سوم اور پھر ترجمے کے متعلق وضاحتی نوٹ میں لکھتے ہیں: "اس کتاب کی طباعتِ ثانی 1376ھ میں مصر میں ہوئی، جب کہ 1387ھ میں طبع ثالث ہوئی۔"[40] ڈاکٹر صاحب مزید رقمطراز ہیں: "کئی درجن اور خطوط کا بھی پتہ چلا ہے۔"[41] جب کہ "الوثائق السیاسیۃ" کے اردو ترجمے کے متعلق ڈاکٹر صاحب کی رائے یہ ہے: "اس کتاب کا اردو ترجمہ لاہور سے "سیاسی وثیقہ جات" کے نام سے مجھے مسودہ دکھائے بغیر طباعتِ اول کی اساس پر شائع کیا گیا ہے، بدقسمتی سے اس کی تمام خصوصیتیں (مآخذ، اشاریہ وغیرہ) حذف کردی گئی ہیں۔ ترجمے کی صحت کا بھی میں ذمہ دار نہیں ہوں۔"[42]

"الوثائق السیایۃ" میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے خاص اسلوب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں: "ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا ایک خاص انداز یہ تھا کہ وہ مسلسل اپنی تحقیق میں اضافہ کرتے رہتے تھے اور اگر کہیں ایک لفظ کے بھی اضافے کی گنجائش انہیں معلوم ہوتی، تو اپنے خاص نسخے میں اضافہ کرلیتے تھے۔ چنانچہ میری معلومات کے مطابق ڈاکٹر صاحب کی زندگی میں "الوثائق السیایۃ فی العہد النبوی ﷺ والخلافۃ الراشدہ" کی آٹھ اشاعتیں سامنے آئیں اور ہر ایڈیشن میں پہلے کے مقابلے میں اضافے اور مزید تفصیلات انہوں نے بیان کی ہیں۔"[43] تاحال اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس کتاب کا ایک فرانسیسی ایڈیشن 1935ء میں شائع ہوا تھا۔ ہمارے پیش نظر لجنۃ التالیف والترجمۃ والنشر، مصر کا 1941ء کا شائع کردہ ایڈیشن ہے۔ (جو ہماری معلومات کی حد تک اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ہے) بعد ازاں اسی ادارے سے 1956ء میں دوسرا اور 1969ء میں تیسرا ایڈیشن بیروت سے شائع ہوا۔ بعد ازاں بیروت ہی سے 1985ء میں نظر ثانی شدہ ایڈیشن شائع ہوا۔

یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک علمی اور تاریخی دستاویز ہے، جو بڑی عرق ریزی سے مدوّن کی گئی ہے۔ اس کے حصۂ اول میں رسول اللہ ﷺ کے مکتوباتِ گرامی، فرامین، معاہدات، دعوتِ اسلامی، عمال کی تقرری، اراضی وغیرہ کے عطیات، امان نامے، وصیت نامے، مکتوبات کے حاصل شدہ جوابات وغیرہ کی دستاویزیں جمع کی گئی ہیں، اور حصۂ دوم میں عہد خلافتِ راشدہ کی دستاویزوں کو جمع کیا گیا ہے، ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی اس کتاب نے

سیرتِ نبوی ﷺ اور اسلامی تاریخ میں معتبر ماخذ کا مقام حاصل کر لیا ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں: "ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے کا دور تمہید اور تجربے کا تھا... اس دور کی سیاستِ خارجہ میں عقبہ کی دو بیعتیں ہی اہم حیثیت کی حامل ہیں، ان بیعتوں سے مسلمانوں کے اہل یثرب سے تعلقات کا پتہ چلتا ہے، جن کے نتیجے میں مسلمانوں نے مکے سے مدینے ہجرت کی اور وہاں ایک ریاست کی بنیاد رکھی۔ اس ریاست کے دستور کو ''میثاق مدینہ'' کا نام دیا گیا، جو کہ وثائق و دستاویزات کی فہرست میں سب سے پہلے درج کیا گیا ہے۔ "میثاق مدینہ" کے تحت آپ ﷺ نے ایک وفاقی "Federation" حکومت قائم کی جس میں یہود مدینہ کو بھی شامل کیا گیا، چنانچہ یہود سے متعلقہ دستاویزات وجود میں آئیں، جنہیں اس مجموعے "الوثائق السیاسیۃ" میں شامل کیا گیا ہے۔ جب کہ مدینے کی طرف ہجرت اور وہاں ایک مستقل ریاست کی تشکیل کی بناء پر مسلمانوں کے قریش مکہ سے تعلقات میں پہلے سے موجود کشیدگی کی شدت میں اضافہ ہو گیا، جس کے نتیجے کے طور پر مسلمانوں اور قریش مکہ کے درمیان اُحد، خندق، حدیبیہ اور فتح مکہ کی جنگیں ہوئیں، ان جنگوں سے متعلق وثائق کو ایک خاص فصل میں جمع کر دیا گیا، جب کہ صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مختلف ممالک کے سربراہوں کے نام دعوتی اور تبلیغی خطوط و مکاتیب ارسال فرمائے، ان خطوط کے متعلق وثائق کو دو علیحدہ فصلوں میں جمع کر دیا گیا، علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ نے متعدد قبائل عرب کو قریش کے مقابلے میں اپنا حلیف بنایا تھا، ان قبائل سے متعلقہ دستاویزات کو ایک علیحدہ فصل میں مدوّن کر دیا گیا ہے۔[44]

"الوثائق السیاسیۃ" کی تالیف و تدوین کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے قانون بین الاقوام سے دلچسپی کے باعث ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے حصول کے لیے اسلامی قانون کے بین الاقوامی پہلو پر تحقیق کا آغاز کیا اور 1933ء میں جرمنی کی بون یونیورسٹی میں اپنا تحقیقی مقالہ پیش کر کے "پی ایچ ڈی" کی ڈگری حاصل کی۔ بعد ازاں یہ تحقیقی مقالہ جرمنی میں 1935ء میں شائع ہوا۔ اس کے بعد انہوں نے پی ایچ ڈی کی دوسری ڈگری کے حصول کے لیے فرانس کی سوبورن یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور 1934ء میں اپنا دوسرا تحقیقی مقالہ پیش کیا، جو دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ نظری مباحث پر مشتمل ہے، جب کہ دوسرا حصہ ان دستاویزات پر مشتمل ہے، جو عہدِ نبوی ﷺ اور خلافتِ راشدہ سے متعلق ہیں۔ مقالے کا عنوان تھا:

"Diplomatie Musulman A 'P' Epoch an Prophete De 'l'slam et se Caliphes Othodoxes"

بعد ازاں ڈاکٹر صاحب نے ان دستاویزات پر جو ان کے فرانسیسی مقالے کی دوسری جلد کا حصہ تھیں، مزید کام کیا اور 1941ء میں پہلی مرتبہ ان کا متن شائع کیا۔ یہ عہد نبوی ﷺ کی سیاسی دستاویزات کا جامع اور مقبول ترین مجموعہ ہے۔[45] پروفیسر ڈاکٹر خالد علوی لکھتے ہیں: "الوثائق السیاسیۃ" کی تدوین سے جہاں اس عہد کی سیاسی و معاشرتی سرگرمیوں کا پتہ چلتا ہے، وہاں ان مستند نصوص کی موجودگی سے مسلمانوں کی علمی روایت کی صداقت اور ثقاہت بھی ثابت ہوتی ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے کتابت کی روایت پر بھی بحث کی ہے، جو تقریباً مولانا مناظر احسن گیلانی کے استدلال کا خاصہ ہے، اس سے انہوں نے ثابت کیا ہے کہ کتابت حضور اکرم ﷺ کی علمی سیاست کا اہم جزو تھا، لہٰذا یہ کہنا کہ کتابتِ حدیث بعد کے لوگوں کی اختراع ہے۔ ایک علمی بہتان ہے۔"[46]

"الوثائق السیاسیۃ" میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم نے رسول اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین کے ان مکاتیب اور سیاسی وثیقہ جات کو جمع کیا ہے، جو سربراہانِ مملکت، سرداران قبائل، سربراہانِ اقوام کے نام مختلف اوقات اور حالات میں ارسال کیے گئے۔ ان مکتوبات میں کچھ تبلیغی، کچھ تادیبی نوعیت کے ہیں اور بعض میں غیر مسلم حلیفوں کے ساتھ معاہدوں اور بعض میں عطایا کا ذکر ہے۔ بعض میں ان جاگیروں کے لیے شرائط آبادکاری بھی ہیں اور ایک حصہ ان فرامین کا ہے، جن میں مطیع و فرماں بردار گروہوں کی پہلی جائیداد بھی بحال رہنے دی گئی اور ان کے پہلے مناصب میں بھی کسی قسم کا کوئی تصرف نہیں کیا گیا۔

عہدِ نبوی ﷺ اور دورِ خلافتِ راشدہ کے ان وثائق اور مکاتیب کے فرامین و مکاتیب کو بھی دو حصوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ ایک حصے میں ان وثائق کا تذکرہ ہے جن کا تعلق روم سے ہے، جب کہ دوسرا حصہ فارس سے متعلق وثیقہ جات پر مشتمل ہے، جب کہ اخیر میں ایک ضمیمہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب وہ فرامین درج ہیں جو یہود و نصاریٰ اور مجوس کے لیے تھے، جبکہ کتاب کا اختتام مصادر و مراجع، اشاریہ اور استدراک پر مشتمل ہے۔[47]

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے ان مکاتیب و فرامین کی جمع و تدوین میں دنیا کے مختلف علمی مراکز، کتب خانوں، قدیم و جدید مصادر و مراجع اور علمی اداروں سے بھرپور استفادہ کیا۔ اس کے لیے اسلامی دنیا اور مغرب کے مختلف ممالک کے دورے کیے۔ عہدِ نبوی ﷺ اور خلافتِ راشدہ کے وثائق اور مکاتیب کو مرتب اور مدوّن کرنے میں تمام ممکنہ وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے متعلقہ موضوع پر ایک علمی اور گراں قدر دستاویز پیش کی، جو اہلِ علم و دانش کے لیے ہمیشہ ایک علمی اور اساسی مصدر کے طور پر بنیادی کام دیتی رہے گی۔

"الوثائق السیاسیۃ" کے مقدمے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ دورِ نبوی ﷺ کے سیاسی وثیقہ جات اور مکاتیب کی تدوین کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں: "وبعد فلا شكّ أنّ العهد النّبوی علی صاحبه الصّلاة والسّلام کان عهداً ذا نتائج هامّة فی تاریخ العالم السیاسی والدّینی والإقتصادی و غیر ذٰلك ولما کان غیر ممکن أن نفهم الحالة السیاسیة فی عصر من العصور إلّا بمراجعة الوثائق الرسمیة التی تتعلق بذٰلك العصر وهی من أجلّ المآخذ للحقائق التاریخیة کان من الضروری أن نّجمع الوثائق المتعلقة بالعصر النبوی حتّٰی یتسنی لنا أن نفهمه فهماً صحیحاً"[48]

بلاشبہ دنیا کی تاریخ میں عہدِ نبوی ﷺ سیاسی، دینی اور اقتصادی لحاظ سے ممتاز ہے، لیکن اس عہد کی تاریخ قلم بند کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے فرامین کی تدوین کے بغیر چارہ نہیں، اس سے متعلق بنیادی اور اہم مآخذ وہی ہیں، لہٰذا ہم نے اس بنیادی ضرورت کے تحت عہدِ نبوی ﷺ کے فرامین و معاہدات اور وثیقہ جات کو جمع کرنا ضروری سمجھا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، ان وثیقہ جات کو ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے:

(1) دورِ نبوی ﷺ کے معاہدات و مکتوبات۔

(2) دورِ خلافتِ راشدہ کے معاہدات و وثیقہ جات۔

دورِ نبوی ﷺ کے فرامین و وثیقہ جات کو بھی ایک زمانی ترتیب کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے، جب کہ خلفائے راشدین کے فرامین کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، ایک حصے میں ان دستاویزات اور وثائق کا تذکرہ ہے جن کا تعلق روم سے ہے، دوسرا حصہ اہلِ فارس سے متعلق فرامین و وثائق پر مشتمل ہے۔[49] ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے جن مکاتیب اور دستاویزات کو "الوثائق السیاسیۃ" میں جمع کیا ہے، ان میں زیادہ تر سیاسی اور سرکاری حیثیت کی حامل ہیں۔ "الوثائق السیاسیۃ" میں جمع کردہ دستاویزات کو درج ذیل حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

1. سرکاری معاہدات۔
2. دعوتِ اسلام کے لیے خطوط و مراسلات، خصوصاً سربراہانِ مملکت کی طرف لکھے گئے خطوط۔
3. سرکاری عہدے داروں کی تقرری اور اختیارات سے متعلق حکم نامے۔
4. اراضی کی الاٹمنٹ کی دستاویزات۔
5. امان اور وصیت ناموں سے متعلق مکاتیب اور تحریریں۔
6. ایسی دستاویزات اور تحریریں جن میں بعض افراد کو خصوصی اختیارات اور حقوق دیے گئے۔
7. متفرق مراسلات جو کہ رسول اکرم ﷺ کے مراسلات کے جواب میں موصول ہوئے۔[50]

"الوثائق السیاسیۃ" میں مدون کردہ عہدِ نبوی ﷺ کی دستاویزات کی تعداد حسب ذیل ہے:

1. معاہدات: 70
2. تبلیغی اور دعوتی نوعیت کے خطوط اور اس سے متعلق مکاتیب: 42
3. مختلف سرکاری حکم نامے: 56
4. اراضی کی الاٹمنٹ کے احکام: 36
5. امان نامے: 14
6. خصوصی استثناءات: 2
7. متفرق مکاتیب: 33۔ [51]

جبکہ عہدِ خلافتِ راشدہ کے سرکاری خطوط، مکاتیب اور دستاویزات اس کے علاوہ ہیں۔کتاب کے آخر میں ایک ضمیمہ ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب وہ فرامین درج ہیں، جو یہود و نصاریٰ اور مجوس کے لئے تھے، آخر میں مصادر و مراجع اور اشاریہ ہے۔

خلاصہ و نتائج بحث

1) رسول اللہ ﷺ کے مکتوبات اور وثائق میں سادگی، عام فہمی، بے تکلفی اور اختصار کے پہلو نمایاں ہیں، جبکہ تکلفات، تصنعات، عبارت آرائی اور بے مقصد طوالت سے خالی ہیں۔اور ان میں بنیادی طور پر چار مختلف مذاہب والوں (مشرکینِ عرب، عیسائی، یہودی اور زرتشتی) سے خطاب کیا گیا ہے۔

2) مکاتیبِ نبوی ﷺ کی باقاعدہ تدوین کا سہرا علامہ ابوالحسن علی بن محمد المدائنی المتوفی 215ھ کے سر ہے جنہوں نے مکاتیب کے موضوع پر چھ مختلف کتابیں لکھی ہیں۔

3) ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم نے سیرت نگاری کے حوالے سے بڑی قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں، جن میں ان کی مایہ ناز کتاب "''الوثائق السیاسیۃ فی العھد النبوی ﷺ والخلافۃ الراشدہ'' کو بڑی اہمیت حاصل ہے جس میں انہوں نے تین سو زیادہ مکتوبات و تحریری دستاویزات کو جمع کیا ہے۔ "الوثائق السیاسیۃ" میں عہدِ نبوی ﷺ کی 153 دستاویزات جمع کی گئی ہیں جبکہ عہدِ خلافتِ راشدہ کے وثائق اور دستاویزات اس کے علاوہ ہیں۔

4) رسول اللہ ﷺ کے مکاتیب اور وثائق علمی، عملی، سیاسی اور بین الاقوامی مسائل کے حوالے سے بیش قیمت مفید معلومات پر مشتمل ہیں، جن سے زندگی کے مختلف مراحل کے بارے میں راہنمائی ملتی ہے۔

*****

حوالہ جات

1۔ ڈاکٹر، محمد حمید اللہ، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی (کراچی، دارالاشاعت، اشاعتِ ہفتم، 1987ء)، 311۔

2. Dr. Muhammad Hamidullah, *The First Written Constitution in the World* (Lahore, 1975) ,41.

نیز مزید دیکھیے:

☆ڈاکٹر، حمد حمید اللہ، عہد نبوی ﷺ میں نظامِ حکمرانی (کراچی، اردو اکیڈمی، 1987ء)، 76۔

☆ حمید اللہ، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی ،255۔

☆ڈاکٹر، محمد حمید اللہ، خطباتِ بہاولپور (اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، 1992ء) ،236۔

3۔ حمید اللہ، عہدِ نبوی ﷺ میں نظام حکمرانی، 77۔

4 ۔Ameer Ali, *The Sprit of Islam* (Karachi, 1969) ,58.

5۔ مولانا سید محمد محبوب احمد، رضوی، مکتوباتِ نبوی ﷺ (لاہور، گوہر پبلی کیشنز، 1991ء)، 29۔

6۔ قاضی اطہر، مبارکپوری، تدوینِ سیر و مغازی (لاہور، بیت الحکمت، 2005ء)، 115۔

7۔ابو سعد، السمعانی، کتاب الانساب، ج10 (حیدر آباد دکن، دارالکتاب، 1995ء)، 265؛ مبارکپوری، تدوین سیر و مغازی، 115۔

8۔ عبداللہ بن مسلم الدّینوری، ابن قتیبہ، المعارف (مصر، الہیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، 1992ء)، 234؛ مبارکپوری، تدوین سیر و مغازی، 116۔

9۔ مبارکپوری، تدوینِ سیر و مغازی، 116۔120۔

10۔ابو عبید، قاسم بن سلام، کتاب الاموال (بیروت، دارالفکر، 2002ء)، 338۔

11۔ابوالحسن، احمد بن یحیٰی بن جابر، بلاذری، فتوح البلدان (قاہرہ، مطبعۃ لجنۃ البیان العربی، 1988ء) ، 76، بحوالہ: قاضی اطہر مبارکپوری، تدوینِ سیر و مغازی، 123۔

12۔ مبارکپوری، تدوین سیر و مغازی، 129۔

13۔ ایضا، 31۔

14۔ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید، طبری، تاریخ الرسل والملوک، ج2 (قاہرہ، دارالمعارف، 1997ء)، 654۔ نیز دیکھئے:

☆ محمد بن عبدالباقی، زرقانی، شرح مواہب اللدنیہ، ج3 (مصر، المطبعۃ الازھریۃ، 1996ء) ،24۔

☆ محمد حمید اللہ، الوثائق السیاسیۃ، (مصر، لجنۃ التالیف والترجمۃ، 1941ء) ،26،45،49 ۔

☆ محمود شیت خطاب، سفراء النبی ﷺ، ج1 (جدہ، دارالاندلس، 1417ھ/1996ء) ،73،119۔

15۔ رضوی، مکتوبات نبوی ﷺ، 32۔

16۔ایضا، 32،33۔

17۔ایضا، 35۔

18۔ علی بن حسین علی، الاحمدی، مکاتیب الرسول ﷺ (بیروت، دارالمہاجر، 1998ء) 11،12۔

19۔ رضوی، مکاتیبِ نبوی ﷺ، 36۔

20۔ پروفیسر یاسین مظہر، صدیقی، عہدِ نبوی ﷺ کا نظامِ حکومت (لاہور، الفیصل ناشران، 1994ء) ،21؛ ابو عبداللہ محمد، ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، جلد اول (بیروت، دار بیروت للطباعۃ والنشر، 1398ھ) محمد عبدالحہ بن عبدالکبیر الادریسی، الکتانی، نظام الحکومۃ النبویۃ المسمیٰ بالتراتیب الاداریۃ (بیروت، دارالکتب العلمیۃ، 1422ھ)

21۔خطاب، سفراء النبی ﷺ، ج1، 249۔268 ۔

22۔ صدیقی، عہد نبوی ﷺ کا نظامِ حکومت، 22۔

23۔ایضا، 22۔

24۔ایضا، 23۔

25۔ابوالحسن اعظمی، کاتبینِ وحی (کراچی، زمزم پبلشرز، 2003ء) ،17۔

26۔ مبارکپوری، تدوینِ سیر و مغازی، 111۔

27۔ابنِ سعد، ابو عبداللہ محمد بن سعد، *الطبقات الکبریٰ*، ج7 (بیروت، دارالکتب العلمیۃ، 1991ء)، 94؛ مبارکپوری، *تدوین سیر ومغازی*، 111۔

28۔ابن ندیم، *الفہرست*، (بیروت، دارالمعرفۃ، 1997ء)، 175۔

29۔ڈاکٹر محمد عبدالشہید، نعمانی، *فرامینِ نبوی ﷺ*، ترجمہ وشرح مکاتیب النبی ﷺ، تالیف امام ابو جعفر دیبلی (کراچی، الرحیم اکیڈمی، 1986ء)، 15۔

30۔صلاح الدین المنجد، *معجم ماالّف عن رسول اللہ ﷺ* (بیروت، دارالکتب الجدید، 1402ھ)، 164۔

31۔ نعمانی، *فرامینِ نبوی ﷺ*، 21۔

32۔صلاح الدین المنجد، *معجم ماالف عن رسول اللہ ﷺ*، 164۔

33۔ محمد بن عبدالرحمٰن، السخاوی، *الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ* (قاہرہ، مطبعۃ القدسی 1353ھ)، 538۔

34۔صلاح الدین المنجد، *معجم ماالف عن رسول اللہ ﷺ*، 164۔

35۔صلاح الدین المنجد نے ''*معجم ماالف عن حیاۃ الرسول ﷺ*'' میں اور ڈاکٹر محمد عبدالشہید نعمانی نے امام ابو جعفر دیبلی کی تصنیف ''*مکاتیب النبی ﷺ*'' کے ترجمہ و تحقیق میں عہدِ نبوی ﷺ کے فرامین اور وثائق پر لکھی گئی مختلف کتابوں کا تفصیلی تعارف کرایا ہے۔

36۔ابو بہلول غلام الرسول عائلی، نقشبندی، *جامع مکاتیب الرسول ﷺ*، ج1 (لاڑکانہ، کاتب پبلشرز، 2011ء)، 74-76۔

37۔سید محمد، نقوی، *عہدِ نبوی ﷺ کے بعض مکتوبات* (لاہور، اظہار سنز، 2011ء)، 96-98-311۔

38 ۔الاحمدی، مکاتیب الرسول ﷺ، 35-59۔

39۔ حمیداللہ، *رسولِ اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی*، 311۔

40۔ ایضا، 311۔

41۔ایضا، 311۔

42۔ ایضا، 311۔

43۔ڈاکٹر، محمود احمد غازی، ڈاکٹر محمد حمیداللہ، بیسویں صدی کے ممتاز ترین محقق (مطبوعہ مضمون، ڈاکٹر محمد حمیداللہ نمبر) *ماہنامہ دعوہ اسلام آباد*، مارچ، (2003ء): 29-30۔

44۔ڈاکٹر، محمد حمیداللہ، *الوثائق السیاسیہ* (مصر، لجنتہ التالیف والترجمہ، 1941ء)، 64۔

45۔ڈاکٹر، محمد ضیاء الحق، الوثائق السیاسیہ میں ڈاکٹر محمد حمیداللہ کا تحقیقی منہج (مطبوعہ مقالہ) *مجّلہ معارف اسلامی*، کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، جلد3، شمارہ10، (جولائی 2003ء): 297۔

46۔ڈاکٹر، خالد علوی، ڈاکٹر محمد حمیداللہ کی خدمت حدیث، *مطبوعہ ماہنامہ دعوہ اسلام آباد*، مارچ، (2003ء): 43۔

47۔ محمد عبداللہ، ڈاکٹر، ڈاکٹر محمد حمیداللہ علمی روایات کے امین (*مطبوعہ مقالہ ماہنامہ دعوہ اسلام آباد*، مارچ، (2003ء): 66۔

48۔ ڈاکٹر، محمد حمیداللہ، *الوثائق والسیاسیہ*، 75۔

49۔ ایضا، 135۔

50۔ڈاکٹر، محمد ضیاء الحق، *الوثائق السیاسیہ میں ڈاکٹر محمد حمیداللہ کا تحقیقی منہج*، 298۔

51۔ایضا، 299۔

Bibliography

1) A'azmi, Abu al-Hasan, Katibīn-e Wahi, Karachi: Zumzum Publishers, 2003.
2) Al-Ahmadi, Ali b. Husyn Ali, Makatīb al-Rasool, Beirut: Dar al-Muhajir, 1998.
3) Al-Katani, Muhammad Abd al-Hayi b. Abd al-Kabīr al-Idrisi, Nizam Hukumah al-Nabawiyyah al-Musammā bi al-Tarātīb al-Idaryyah, Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1442h
4) Al-Sakhawi, Muhammad b. Abd al-Rahman, al-Aa'lān bi al-Tobīkh li man Zamm al-Tarikh, Cairo: Matba'ah al-Qudsi, 1353h/
5) Al-Sama'ni, Abu Saad, Kitab al-Ansāb, Deccan: Dar al-Kutub, 1995.
6) Ameer Ali, *The Sprit of Islam*, Karachi, 1969.

7) Bilazari, Abu al-Hasan, Ahmad b. Yahya b. Jabir, Futūh al-Buldān, Cairo: Matba'ah lijannah al-Bayan al-Arabi, 1988.
8) Ibn Nadīm, al-Fehrist, Beirut: Dar al-Ma'rifah, 1997.
9) Ibn Qutayba, Abdullah b. Muslim al-Dinawari, al-Ma'ārif, Egypt: al-Hay'a al-Misriyyah, 1992.
10) Ibn Sād, Abu Abdillah Muhammad, al-Tabāqāt al-Kubrā, Beirut: Dar li al-Tabā'ah wa al-Nashr, 1398/
11) Khalid Alawi, Dr, Dr. Muhammad Hameedullah ki Khidmat-e Hadith, Monthly Da'wah Islamabad (March 2003).
12) Mahmūd Ahmad Ghazi, Dr, Dr. Muhammad Hameedullah: Bīswein Sadi ki Mumtaz Tareen Muhaqqiq, Monthly Da'wa Islamabad (March 2003).
13) Mahmūd Shīt Khattab, Sufra al-Nabi, Jeddah: Dar al-Undulus, 1417/1996.
14) Mubarakpori, Qadhi Athar, Tadween-e Sair wa Maghazi, Lahore: Bayt al-Hikmah, 2005.
15) Muhammad Abdullah, Dr, Dr. Muhammad Hameedullah: Ilmi Khidmāt k Amīn, Monthly Da'wa Islamabad (March 2003)
16) Muhammad b. Abd al-Baqi, Zarqani, Shar Mawahib al-Diniyyah, Egypt: al-Matba'ah al-Azhariyyah, 1996
17) Muhammad Hameedullah, Dr, Ahd-eNabawi may Nizam-e Hukmarani, Karachi: Urdu Academy, 1941.
18) Muhammad Hameedullah, Dr, Al-Wathā'iq al-Siyasiyyah, Egypt: al-Jannah al-Tālīf wa al-Tarjamah, 1987.
19) Muhammad Hameedullah, Dr, Khutbāt-e Bahawalpur, Islamabad: Idara Tahqiqāt-e Islami, 1992.
20) Muhammad Hameedullah, Dr, Rasoolallah ki Siyasi Zindagi, Karachi: Dar al-Isha'ah 1987
21) Muhammad Hamidullah, Dr. *The First Written Constitution in the World* ,Lahore, 1975.
22) Muhammad Zia al-Haq, Dr, al-Wathā'iq al-Siyasiyyah may Dr. Hameedullah ka Tahqiqi Manhaj, Journal Maā'rif-e Islami AIOU, vol. 3, no. 10 (July 2003)
23) Naqshbandi, Abu Bahlūl Ghulam al-Rasool A'ali, Jame' Makatīb al-Rasool, Ladkana: Katib Publishers, 2011.
24) Naqvi, Syyed Muhammad, Ahd-e Rasool kay Baa'z Maktubāt, Lahore: Azhar Sons, 2011.
25) Nua'mani, Dr. Muhammad Abd al-Shahīd, Faramīn-e Nabawi, Karachi, al-Rahīm Academy, 1986.
26) Qasim b. Salām, Abu Ubayd, Kitab al-Amwāl, Beirut: Dar al-Fikr, 2002.
27) Rizvi, Maolana Syyed Mahboob Ahmad, Maktubāt-e Nabawi, Lahore: Gohar Publications, 1991.
28) Salah al-Din al-Munjid, Mu'jam ma Allafa un Rasoolillah, Beirut: Dar al-Kutub al-Jadīd, 1402h/
29) Siddiqui, Prof. Yasīn Mazhar, Ahd-e Nabawi ka Nizam-e Hokumat, Lahore: al-Faisal Nāshirān, 1994.
30) Tabari, Abu Ja'far Muhammad b. Jarīr b. Yazid, Tarikh al-Rusul wa al-Mamlūk, Cairo: Dar al-Ma'ārif, 1997.